QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

سماجی ترقی کے لیے معاشی وسائل وذرائع کا پائیدار استعمال: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں علمی جائزہ

Sustainable Utilization of Economic Resources & Means for Social Development: A Scholarly Analysis in the Light of Islamic Teachings

Shahr Bano
Ph.D. Scholar, Dept. of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Email: shahr.bano@yahoo.com
Dr. Sajila Kausar
Associate Professor /Chairperson, Dept. of World Religions & Interfaith Harmony, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: sajilakausar@iub.edu.pk

Abstract:
The real concept of a welfare society presented by Islam is not found in any other religion and agenda in the world. Islam has given priority to social justice and public interest and has formulated some principles and laws for this in which the collective interest is Allah Almighty made man his vicegerent and by telling him that the purpose of birth is obedience, to live in the world according to the rules and laws, he also assigned some powers and assigned the earth and the sky to serve humanity. Referring to this, Allah says in the Qur'an, which means that Allah subdues all the things of the earth and the sky for you and completes His external and internal blessings on you. In this verse, external blessings refer to material resources. Better and planned use of these material resources is the best attribute of human qualities. The rich wealth of material resources that Allah has given in the form of His blessings, now it is human responsibility to use these blessings. He should settle the land by using it correctly, improve it and maintain justice and balance in material resources.

In the Islamic welfare system, sustainable development and its associated benefits have been given great importance in society. The second meaning of development in Islam is the well-being and public interest of humanity and the fair distribution of material resources in such a way that every human being is rewarded according to the efforts he makes .In Islamic teachings, the theory of development is a comprehensive concept that includes moral, spiritual and material development. The issue of livelihood in material development has always been of great importance in human life. This is the reason that Allah Tabarak wa Taala has given detailed instructions on any issue in the Qur'an after beliefs and members and social affairs, then they are regarding the economy. In some places, he explained in detail the expenses of inheritance, booty and zakat, and in some place he encouraged charity and helping the needy people in general. Incentivize moderation and give the best rules for transactional

matters. If you look at the modern social sciences, the importance of economy and the instructions given by the Qur'an and Sunnah in this regard are hardly given for any other matter. The economic principles that come from the economic policy and teachings of Rasulullah ﷺ not only laid the foundation of a righteous society, but also strengthened social peace and justice. Such a righteous economic theory is not found in any economic system in the world -The research under consideration is an attempt to present all the teachings of Quran and Hadith related to this subject. Also, light will be shed on its practical examples in the millennium of Islam. The research style will be narrative and analytical.

Keywords: Islamic Welfare System, Sustainable Development, Economic Resources, Social Justice, Quranic Guidance.

تمہید:

فلاحی معاشرے کا حقیقی تصور جو دین اسلام نے پیش کیا ہے دنیا کے اور کسی مذہب اور ایجنڈے میں نہیں ملتا۔ اسلام نے معاشرتی عدل اور مفاد عامہ کو ترجیحی بنیادوں پر اہمیت دی ہے اور اس کے لیے کچھ اصول و قوانین بھی وضع کیے جس میں اجتماعی مفاد کو مقدم رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنایا اور پیدائش کا مقصد عبدیت بتا کر دنیا میں اصول و قوانین کے تحت زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ کچھ اختیارات بھی سونپ دیے اور زمیں و آسماں کو انسانی خدمت کے لیے مامور کر دیا اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمیں و آسماں کی ساری چیزیں تمھارے لیے مسخر کر دیں اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر مکمل کر دیں۔ اس آیت میں ظاہری نعمتوں سے مراد مادی وسائل ہیں۔ ان مادی وسائل کا بہتر اور منصوبہ بندی کے ساتھ استعمال انسانی اوصاف میں سے بہترین وصف ہے۔ مادی وسائل کا بیش بہا خزانہ اللہ نے جو اپنی نعمت کی شکل میں عطا کیا ہے تو اب یہ انسانی ذمہ داری ہے کہ وہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرتے ہوئے زمیں کو آباد کرے اسکی اصلاح اور مادی وسائل میں عدل اور توازن قائم رکھے۔ اسلامی فلاحی نظام معاشرت میں پائیدار ترقی اور اس سے وابستہ سرگرمیوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے پائیدار ترقی کی اصطلاح جو آج کے ترقی یافتہ دور میں استعمال کی جارہی ہے اسلام نے چودہ سو سال پہلے نہ صرف اسے متعارف کرایا بلکہ عملی طور پر نافذ کر کے بھی دکھایا اسلام میں ترقی کا دوسرا مطلب انسانیت کی بہبود اور مفاد عامہ ہے اور مادی وسائل کی ایسی منصفانہ تقسیم ہے کہ ہر انسان جتنی اس کے لیے سعی کرے اسی حساب سے اسے اس کا اجر ملے۔

اسلامی تعلیمات میں نظریہ ترقی ایک جامع تصور ہے جس میں اخلاقی روحانی اور مادی ترقی ہے اس ترقی کا مقصد دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ اخروی نجات بھی ہے۔ مادی ترقی میں مسلہ معاش ہمیشہ سے انسانی زندگی میں بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں جہاں عقائد وارکان اور معاشرتی معاملات کے بعد اگر کسی مسئلے پر تفصیلی ہدایات دی ہیں تو وہ معیشت کے حوالے سے ہیں۔ کہیں پر تفصیل کے ساتھ وارثت 'مال غنیمت اور زکوٰۃ کے مصارف بیان کر دیے اور کہیں پر اجمالاً صدقہ و خیرات اور بے سہارا لوگوں کی مدد کی ترغیب دے دی۔ معیشت کے اصول و قوانین گردش دولت 'فضول خرچی سے اجتناب بخیلی سے ناپسندیدگی میانہ روی کی ترغیب لین دین کے معاملات ان پر بہترین اصول دے دیے۔ دیکھا جائے تو دور جدید کے سماجی علوم میں جو اہمیت معیشت کی ہے اور اس حوالے سے قرآن و سنت نے جو ہدایات دی ہیں شاید ہی کسی اور معاملے کے لیے دی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی معاشی پالیسی اور تعلیمات سے جو معاشی اصول ملتے ہیں ان سے نہ صرف ایک صالح معاشرے کی بنیاد پڑی بلکہ

اس سے معاشرتی امن اور عدل کو بھی تقویت ملی۔ ایسا صالح معاشی نظریہ دنیا کے کسی بھی معاشی نظام میں نہیں پایا جاتا۔ زیر نظر تحقیق اس موضوع کے متعلق قرآن وحدیث کی تمام تعلیمات کو پیش کرنے کی ایک کاوش ہے۔ نیز اسلام کے زریں دور میں اس کی عملی مثالوں پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ طرز تحقیق بیانیہ اور تجزیاتی ہو گا۔

سماجی ارتقاء کا اسلامی نظریہ

معاشرتی ارتقاء کی اگر ہم بات کریں تو اس کی تاریخ اسی وقت سے ہی شروع ہو گئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور اماں حوا کو زمین پر بھیجا۔ بنی نوع انسان ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہا جس کا نتیجہ معاشرتی تنوع اور اصلاح میں بہتری کی صورت میں سامنے آتا رہا۔ معاشرتی ارتقاء اور بقاء میں بہت سے عوامل ہیں ان عوامل کے بغیر کسی بھی معاشرے کی تعریف کی جائے یا اس کے حوالے سے بات کی جائے تو وہ ادھوری رہے گی۔ معاشرتی ارتقاء کی بات اگر عناصر ترکیبی کے لحاظ سے کی جائے تو اس کی ابتداء پہلے دو افراد کے زمین پر اتارتے ہی ہو گئی تھی۔ قران میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى[1]

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔

جبکہ دوسرے قوانین عناصر وہ ہیں جن سے معاشرے کی بقاء وابستہ ہے یعنی معاشرتی ارتقاء اور بقاء ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ قران کے نزدیک معاشرتی استحکام 'انسانوں کے باہمی تعلقات اداروں کی مناسب کارکردگی اور طبقاتی ہم آہنگی سب اخلاقی اصول و قوانین کے محتاج ہیں۔ اخلاقی اصولوں کے غائب ہونے سے معاشرتی نظم متاثر ہوتا ہے اور پھر اسے کوئی قانون کوئی ضابطہ بھی درست نہیں کر سکتا۔ قران میں ارشاد ہے۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيْرًا وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا۔[2]

جب ہمارا ارادہ کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ہو تو وہاں کے آسودہ مال کو(خواہش پر)مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے اور پھر اس پر حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر دیا اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا اور تمھارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اجتماعی زندگی کے جتنے بھی ادارے تشکیل دیے وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں قرآن کا مقصود وسیع اجتماعیت کا فروغ ہے۔ خلافت کے حوالے سے اللہ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَآئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً[3]

اور جس وقت فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں

خلافت اجتماعی زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔ بنی نوع انسان نے نہ صرف اس زمین کو آباد کیا بلکہ اس پر حکومت بھی کی۔ ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے

يَا دَاوُوْدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ[4]

اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا۔

حاکم کا کام زمین میں فلاح وسدھار لانا ہے۔ انسانیت کی تاریخ میں ہمیشہ انفرادی اور اجتماعی فلاح کے مختلف کام ہوتے رہے لیکن اس کا تناسب ہمیشہ کم رہا نیز وہ اصول و قوانین بھی نہ تھے جن میں ایک اچھی اجتماعیت پنپ سکے اور بہترین مثالی معاشرہ پھل پھول سکے ۔اس کے برعکس دیکھا جاۓ تو اسلام نے نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی کامیابی اور مفادات کو مقدم رکھا بلکہ وہ اصول وضوابط بھی دیے جن کی بدولت ایک بہترین فلاحی معاشرے کا عملی وجود ممکن ہوا۔

اسلامی معاشرے کی خصوصیات وعناصر:

اسلام دین فطرت ہے یہ نہ صرف انسانی میل جول کو تقویت دیتا ہے بلکہ ان کے مفادات کو ترجیحی بنیادوں پر پھلنے پھولنے کے مواقع بھی فراہم کرتا ہے۔ صالح بنیاد فراہم کر کے ایسے عوامل کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جو معاشرتی بگاڑ اور فساد کا سبب بنتے ہیں۔ اور ایسے کاموں پر نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اجر وثواب کی نوید سناتا ہے جو معاشرتی اصلاح کے لیے فائدہ مند ہوں۔ اسلام کا معاشرتی نظام ایسی بنیادوں پر استوار ہے جو ایک بہترین معاشرے کی تعمیر واصلاح کے لیے مفید ہیں۔ فلاحی معاشرے میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں ذیل میں کچھ کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

وحدت نسل انسانی:-

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭكُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[5]

یہ تمھاری قوم ایک ہی قوم ہے اور میں تمھارا رب ہوں۔ سو مجھ سے ڈرو۔ مگر انہوں اپنے معاملے کو آپس میں قطع کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہر گروہ اس پر خوش ہے جو ان کے پاس ہے۔

وحدت فکر انسانی:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ[6]

"سب لوگ ایک ہی جماعت تھے پس اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔"

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[7]

"تم وہ امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے۔

مساوات:

معاشرہ میں عدل وانصاف قائم رکھنے کے لیے سب لوگ قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ قران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً[8]

"اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا اور اس سے اس کے جوڑے بنائے اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

احساس ذمہ داری:

كلكم رَاعٍ، وكلكم مسؤول عن رَعِيَّتِهِ۔[9]

"خبر دار! تم میں سے ہر ایک شخص راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہ وہ خصوصیات ہیں جو ایک صالح اور منظم معاشرے کا لازمی جز ہیں۔

معاشرتی / سماجی ترقی میں معیشت کی ضرورت واہمیت:

کسی بھی معاشرتی نظام اور اسکی فلاح و کامیابی میں معیشت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ علم معاشیات معاشرتی و سماجی علوم میں سب سے اہم تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ معاشرتی ترقی کا انحصار معیشت کے مضبوط ستونوں پر قائم ہوتا ہے۔ اگر یہ ستون کمزور ہو۔ تو وہ معاشرہ جلد ہی اپنی شناخت کھو دیتا ہے۔ اسلام نے انسانی فقر و فاقہ اور معاشی بد حالی کے حل کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ توازن اور عدل پر قائم ہے۔ یہ نظام فرد اور معاشرہ دونوں کی ضروریات کو ملحوظ رکھتا ہے۔ مستحکم معاشی نظام مستحکم معاشرے کا ضامن ہے جو انفرادی اور اجتماعی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے احکامات صادر کرتا ہے۔ معاشی آسودگی کو خوشگوار یا ور پر سکون زندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے معاشی تنگ دستی اور فقر و فاقہ سے پناہ طلب کی گئی ہے۔[10]

کووڈ-19 کی وجہ سے دنیا کے تقریباً تمام ممالک معاشی مسائل سے دوچار ہیں اور اس کی وجہ سے دنیا میں جو معاشی بحران آیا ہے اس نے مادی ترقی کو کئی برس پیچھے دھکیل دیا ہے۔ افراط زر' بے روزگاری' پست معیار زندگی' دولت کی غیر منصفانہ تقسیم' زرعی پسماندگی' صنعتی پسماندگی اور قلت خوراک جیسے مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے ان تمام مسائل کا حل مستحکم اور عدل پر مبنی معاشی پالیسیوں کے نفاذ پر ہے اور اسلامی نظام معیشت ہی وہ واحد نظام ہے جو نہ صرف صالح معاشی نظام پیش کرتا ہے بلکہ اسے عملی طور پر نافذ کر کے دنیاے معیشت کو مضبوط بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

معیشت قرآن کی روشنی میں:

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر معیشت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْمٰى۔[11]

"اور جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی تو اس کے لیے دنیاوی معاش تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے"

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا [12]

"ہم ان کے درمیان دنیوی زندگی میں ان کے (اسباب) معیشت کو تقسیم کرتے ہیں ۔ہم ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دیتے ہیں (کیا ہم یہ اس لیے کرتے ہیں) کہ ان میں سے بعض بعض کا مذاق اڑائیں۔"

رزق کا زمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ [13]

"اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا (جاندار) نہیں ہے مگر (یہ کہ) اس کا رزق اللہ پر ہے"

زمین پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنانے کے ساتھ ساتھ تصرف بھی دیا جس کا ذکر سورہ اعراف آیت 10 میں ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ [14]

"بے شک ہم نے تم کو زمین میں تمکن و تصرف عطا کیا اور ہم نے اس میں تمھارے لیے اسباب معیشت پیدا کیے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ۔ [15]

"اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے"

معیشت حدیث کی روشنی میں:

قرآن میں جس طرح مختلف مقامات پر معاش اور کسب معاش سے وابستہ آیات سے راہنمائی ملتی ہے وہیں پر نبی کریم کی زندگی اور ان کی قائم کردہ اسلامی نظام حکومت سے عملی قوانین ملتے ہیں۔بلاشبہ حضور کی زندگی تمام مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے اسی طرف قرآن میں اللہ پاک اشارہ فرماتے ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [16]

رسول کی زندگی میں تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے"

زندگی کے ہر پہلو چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی حضور کی زندگی اسوہ کامل ہے۔ حضور جب مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام جو آپ نے کیا وہ مسجد نبوی کا قیام تھا۔دوسرے لفظوں میں ریاست کا سیکرٹریٹ قائم ہو گیا اس کے بعد آپ نے معاشی وسائل و مسائل کی طرف توجہ فرمائی اس سلسلے کا پہلا کام جو آپ نے کیا وہ مواخات مدینہ تھا اس کی بدولت مکہ سے آنے والے مہاجرین کی رہائش اور معاش کا مسلہ حل ہوا۔پائیدار معاشی ترقی کی طرف یہ پہلا قدم تھا جس کے نتائج رہتی دنیا تک کے لیے مثال بن گئے۔مواخات مدینہ کی وجہ سے مدینہ میں جو یہودیوں نے سود کا جال پھیلا رکھا تھا اور اس کی وجہ سے پسماندہ طبقہ مزید پسماندگی کی

طرف چلا جارہا تھا اس سے بھی نجات مل گئی۔ مواخات مدینہ سے قرضہ حسنہ کو فروغ ملا جس کی بدولت انفرادی طور پر لوگوں کی حالت بہتر ہونا شروع ہو گئی۔[17]

یہ ایک انقلابی قدم تھا۔ مستحکم اور پائیدار ترقی کی طرف حضور کی بہترین حکمت عملی کی منہ بولتی تصویر تھی۔

اسلامی تعلیمات میں جگہ جگہ اعتدال اور میانہ روی کی یاد دھانی کروائی گئی ہے لیکن حضور کی زندگی میں ہمیں اعتدال کی سنہری مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا۔

الِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ[18]

خرچ میں اعتدال آدھی معیشت ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ.[19]

"جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہو گا"۔

رزق حلال کی طرف ترغیب دینے کے لیے ارشاد فرمایا

طلب الحلال فریضة بعد فریضة۔[20]

رزق حلال کی تلاش فرض عبادت کے بعد اہم فریضہ ہے۔

معاشی نظام اور اس کے اصول وضوابط:

کسی بھی نظام کے لیے اس کے اصول وضوابط متعین ہوتے ہیں ان کے بغیر کسی بھی نظام کے مقاصد کا حصول تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ دنیا کے دوسرے معاشی نظاموں کے مطالعہ سے ان میں بعض ایسی بنیادی خامیاں نظر آئیں جس کی بناء پر وہ نظام انسانوں کو خاطر خواہ فائدہ نہ دے سکے۔ کہیں پر ان نظاموں میں افراط و تفریط پائی گئ اور کہیں پر انسان کو مشین سمجھ کر کام لیا جاتا رہا سب سے بڑی اور اہم خامی جو ان نظاموں میں پائی گئی وہ یہ ہے کہ اس زندگی کے حوالے سے تو اصول وضوابط مقرر کر دیے لیکن آخرت کو نظر انداز کیا گیا جب کہ اس کے بر عکس ہم اسلامی معاشی نظام کو دیکھیں تو یہ نظام ہر لحاظ سے یکتا بنیادی حیثیت کا حامل اور انتہائی جامع نظام ہے۔[21]

کسی بھی معاشی نظام کا مقصد صرف معاشی طور پر خوش حالی نہیں ہوتا بلکہ ایک پر امن معاشرے کا قیام کا حصول ہوتا ہے۔ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں۔

"یہ بات صحیح نہیں ہے کہ آج کے انسان کا اصل مسئلہ محض صنعتی ترقی کا حصول یا پیداوار میں اضافہ ہے۔ بلاشبہ صنعتی ترقی اور معاشی پیداوار میں اضافہ بڑی ضروری چیز ہے مگر اس سے بھی زیادہ ضروری مسئلہ پورے معاشی نظام کا ہے اور حقیقت میں معاشی ترقی (economic development) کا انحصار بھی اسی مجموعی نظام پر ہے جس کی وجہ سے معاشی ترقی کا حصول ممکن ہوتا ہے کیونکہ اس سے ہٹ کر معاشی ترقی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ زرعی پیداوار 'صنعتی اشیا اور خدمات میں اضافہ معاشی ترقی اور خوشحالی کا مقصد و منشا تو ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک خوشحال 'بہترین اور پر امن معاشرے کا قیام بھی ضروری ہے۔"[22]

یعنی اسلام کا معاشی نظام انفرادی خوشحالی کے ساتھ ساتھ اجتماعی خوشحالی اور امن وامان کا ضامن ہے۔

پروفیسر وی-اے۔ڈیمنٹ لکھتے ہیں۔

Industrial development enriches a community which is sound in its agriculture,it's domestic and craft life,and it's spiritual robustness.[23]

مادی خوشحالی کے ساتھ ساتھ روحانی خوشحالی بھی بہترین معاشی نظام کی ایک خصوصیت ہے اور یہ خصوصیت صرف اور صرف اسلام کے نظام میں پائی جاتی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب اقتصادیات اسلام میں اسلامی نظام معیشت کے چند اہم اور بنیادی اصولوں کا تذکرہ کیا ہے جس کہ درج ذیل ہیں۔

1 ملکیت اموال سے مراد صرف امانت و نیابت ہے۔

2 زمین اور اس کی پیداوار میں اصلا تمام انسانوں کا حق برابر ہے۔

3 جملہ اموال میں حاجت مندوں کا شرعی حق ہے۔

4 اصل رزق اور بنیادی حق معاش میں تمام انسان برابر ہیں۔

5 بنیادی حق المعاش کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

6 حرام ذرائع معیشت کا انسداد

7 صرف اور خرچ میں اقتصاد قائم رکھنا شرعی فریضہ ہے۔

8 ہر شہری کے لیے حتی المقدور کسب معاش ضروری ہے

9 کفالت عامہ کے نظام کا اجراء وتنفیذ ریاست کا فریضہ ہے

10 احتکار و اکتناز کا انسداد

11 اجتماعی مفاد کو انفرادی مفادات پر ترجیح حاصل ہے

12 غیر سودی معیشت کا قیام[24]

یہ ایسے سنہرے اصول ہیں جو کہ حضور اور خلفاے راشدین کے دور میں عملی طور پر نافذ العمل ہوے اور دنیاے عالم نے ان کے افادیت کو دیکھا اور اپنایا بھی۔

معاشی وسائل ذرائع کا پائیدار استعمال اور اسلامی تعلیمات:

معاشی وسائل کے ذریعے موجودہ معاشی اور اقتصادی صورتحال میں بہتری لانا اور مستقبل کے لیے بہترین اسباب چھوڑنا یہ اقوام متحدہ کی پائیدار ترقی کا ایجنڈہ ہے۔ اقتصادی پروگرامز میں جامع اور مثبت تبدیلی کے ساتھ ان مقاصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے اقوام متحدہ نے پائیدار ترقی کے جو سترہ نکات پیش کیے ہیں اور ان پر عمل درآمد کے لیے جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اسلام میں چودہ سو سال پہلے نہ صرف اس حوالے سے بہترین اصول دیے بلکہ عملی طور پر ایسے اقدامات کیے جو تا قیامت لوگوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے مادی وسائل پیدا کر دیے ہیں اب یہ انسانوں پر منحصر ہے کہ وہ ان وسائل کو کس طرح استعمال کر کے اس سے وقتی فائدہ اٹھاتا ہے یا پھر آئندہ نسلوں کے لیے ان وسائل تک رسائی کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو پائیدار ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔[25]

اسلام۔نے معیشت کا جو نظام پیش کیا ہے وہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے بلکہ اس نظام سے ایک ایسی تحریک پیدا ہوتی ہے جو بغیر جبر و زیادتی کے انسان کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کرنے کی طرف آمادہ کرتی ہے۔

قرآن اور حضور کی زندگی سے پائیدار ترقی کے جو معاشی اصول و قوانین اور عملی مثالیں ملتی ہیں ذیل میں ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

بنیادی حقائق:-

وہ تمام ذرائع وسائل جن پر انسانی معاش کا انحصار ہے وہ سارے کے سارے اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔ قران میں ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ[26]

وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو رام کیا۔ پس چلو (زمین) کی پہنائیوں میں اور کھاؤ اس (خدا) کا رزق اور اسی کی طرف زندہ ہو کر تمھیں واپس آنا ہے۔

معاشی آزادی:

کسی بھی معاشرے کی معاشی خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ افراد کو معاشی طور پر آزادی ہو کہ وہ اپنی مرضی سے جو شعبہ چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ نبی کریم نے معاشی آزادی پر اس حد تک پابندی لگائی جتنی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے ناگزیر تھی۔ ہر شخص انفرادی حیثیت سے اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہے۔[27]

حلال و حرام کی حدود:

اسلام کے قائم کردہ معاشی نظام میں حلال و حرام کے فرق کو ملحوظ رکھا گیا۔ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اس نظام کو بے لگام نہیں چھوڑا گیا بلکہ حلال و حرام کی حدود متعین کر کے صالح معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا گیا۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ[28]

وہ (رسول) ان کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے' پاک چیزیں ان کے لیے حلال کرتا ہے۔ اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتا ہے' اور وہ بوجھ اور بند شیں ان پر سے اتارتا ہے جن سے وہ لدے اور جکڑے ہوئے تھے۔"

شخصی ملکیت کا حق:

اللہ تعالیٰ اقتدار اعلیٰ ہے اس کی ملکیت اور اس کے عائد کردہ حدود کے اندر قرآن شخصی ملکیت کا حق دیتا ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ[29]

ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ الا یہ کہ تمھارے درمیان تجارت ہو آپس کی رضامندی سے۔

معاشی مساوات کا غیر فطری تخیل:

قرآن اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت کے ایک پہلو کی حیثیت سے پیش کرتا ہے کہ دوسری تمام چیزوں کی طرح انسانوں کے درمیان رزق اور وسائل زندگی میں بھی مساوات نہیں ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ [30]

"وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے اوپر بلند درجے دیے تا کہ جو کچھ بھی تم لوگوں کو اس نے دیا ہے اس میں تمھاری آزمائش کرے۔"

اعتدال کا راستہ:

قرآن اس حقیقت کو بار بار بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی نعمتیں اسی لیے پیدا کی ہیں کہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ [31]

اور کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ نے تم کو بخشی ہیں حلال اور پاکیزہ اور بچے رہو اس رب کی ناراضگی سے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

بخل اور فضول خرچی سے اجتناب:

جائز ذرائع سے حاصل شدہ دولت کو جمع کرنا اور روکے رکھنے پر اسلامی تعلیمات میں سخت مذمت کی گئی ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ بخیلی ایک بہت بڑی برائی ہے۔

وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ (2)یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ (3) كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ [32](4)

بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو عیب چین اور بدگو ہے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ پھینکا جائے گا توڑ ڈالنے والی آگ میں۔

دوسری طرف قرآن اس بات کی مذمت بھی کرتا ہے کہ جائز طریقے سے حاصل کی گئی دولت جو ناجائز کاموں میں خرچ کرے یا صرف اپنے ہی عیش اور لطف ولذت پر اسے صرف کرتا چلا جائے اللہ فرماتے ہیں۔

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ [33]

خرچ میں حد سے نہ گزرو' اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

اخلاقی اقدار پر مبنی معاشی نظام:

حضور کی حدیث مبارکہ ہے!

" الحلال بین والحرام بین، وبینهما مشبهات لا یعلمها کثیر من الناس، فمن اتقی المشبهات استبرا لدینه وعرضه، [34]

حلال بھی بالکل واضح ہے اور حرام بھی۔ اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں جن کا بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے۔ جس شخص نے اپنے آپ کو شبہات سے بچا لیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا۔

نظام زکوۃ:

اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔ قران مجید میں نماز کے ساتھ ساتھ تیس بار زکوہ کا ذکر آیا ہے۔ یہ مال نقدی اور تجارتی سامان ہر ڈھائی فیصد کے حساب سے لاگو ہوتی ہے۔ حضور کو ہدایت کی گئی کہ آپ کم سے کم انفاق کی ایک حد مقرر کر کے ایک فریضہ کے طور پر اسلامی ریاست کی طرف سے اس کے حصول اور تقسیم کا کام کریں۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ [35]

اے نبی ان کے اموال میں سے ایک صدقہ وصول کرو۔

زکوۃ کے مصارف معاشرے کے ایسے لوگوں کو بنایا گیا جنھیں عموماً غیر اسلامی ریاستیں اہمیت نہیں دیتیں۔ لیکن دین اسلام نے سماجی ترقی کے فروغ کو ہمیشہ مقدم رکھا۔

ارتکاز دولت:-

اسلامی معاشی نظام نے جو ارتکاز دولت کا تصور دیا ہے پائیدار ترقی میں یہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ دولت کا چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جانا بہت بڑے معاشی بحران کا سبب بنتا ہے۔ حضور کی معاشی حکمت عملی میں گردش دولت سر فہرست تھی قرآن میں بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ [36]

بستی والو! تمھارے لڑے بغیر جو مال ہاتھ لگا وہ اللہ اور اس کے رسول کا اور قرابت داروں کا یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمھارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔ اور تمھیں رسول نے جو کچھ دیا ہے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

زمین کی آبادکاری:

اسلام کا معاشی نظام دونوں جہانوں کی فلاح و کامیابی کا ضامن ہے۔ معاشی ترقی کے لیے ایسی پائیدار اور قابل عمل تجاویز پیش کیں جس کے دورس نتائج نکلے۔ معاشی ترقی میں جو وسائل بہت زیادہ اہم ہیں ان میں زمین کی آبادکاری سر فہرست ہے

زراعت کسب معاش کا اولین اور اہم ذریعہ ہے۔ تمام انسانوں کی بنیادی ضروریات اسی شعبہ سے وابستہ ہیں پائیدار ترقی کے منصوبہ میں زراعت اور اس سے وابستہ تمام امور پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اس سلسلے میں حضور نے چودہ سو سال پہلے ایسے عملی اقدامات کیے جو کہ دائمی بنیادوں پر استوار تھے [37]

اور اس سے اسلام کے پائیدار اور ٹھوس اقدامات کا ایک اور ثبوت ملتا ہے۔ قران و حدیث میں بھی زمین کی آبادکاری کے حوالے سے احکامات ملتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّافَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَحَدَآئِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً وَّ اَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ [38]

یعنی انسان اپنی غذا پر نظر ڈالے ہم پہلے زمین پر پانی برساتے ہیں اور پھر اسے شق کرتے ہیں اور پھر اسکی روئیدگی سے طرح کی چیزیں پیدا کرتے ہیں اناج کے دانے'انگور کی بیلیں'سبزی'ترکاری زیتون کا تیل'کھجور کے خوشے درختوں کے جھنڈ قسم قسم کے میوے طرح طرح کے چارے اور یہ سب کچھ تمھارے فائدے اور تمھارے جانوروں کے لیے ہوتا ہے۔

زراعت قابل اعتماد اور سب سے اہم معاشی وسیلہ ہے اسلام کا معاشی نظام اس کے لیے چند ذرائع اور وسائل تجویز کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں

- بنجر زمینوں کی آبادکاری
- نبی کریم کی عطا کردہ جاگیریں۔
- وسائل آب پاشی کی ترقی وتوسیع
- لگان اور مال گزاری کی تخفیف
- کاشت کاروں کے لیے خصوصی مراعات۔

بنجر زمینوں کی آبادکاری:

زراعت کی ترقی کے لیے انتہائی قابل اعتماد اور اہم وسیلہ زمینوں کو آباد کرنا ہے۔اسلام کا معاشی نظام ترغیب دیتا ہے کہ دنیاوی خوشحالی کے لیے زراعت کے پیشہ کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہے کہ بنجر اور بے آباد زمینوں کو آباد کیا جائے۔نبی کریم نے امت کو ترغیب دیتے ہوے ارشاد فرمایا

من عمر ارضا لیست لاحد فھو احق بھا[39]

جس شخص نے ایسی زمین کو کاشت کے قابل بنایا جو کسی کی ملک نہیں تو وہ شخص اس کی ملکیت کا مستحق ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے

من احیا ارضا میتت فھی لہ [40]

جس کسی نے مردہ(بنجر)زمین کو زندہ کیا وہ اسکی ہو گی۔

نبی کریم کی عطا کردہ جاگیریں:

حضور نے زمینوں کو آباد کرنے کے حوالے سے جو انقلابی اقدامات کیے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مفتوحہ زمینوں کو کاشت کاری کے لیے کچھ صحابہ کو عطا کردیں۔

عن اسماء بنت ابی بکر رضہ اللہ عنھما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقطع زبیر رضہ اللہ عنہ ارضا بخیبر فیھا شجر ونخل [41]

حضرت اسماء بنت ابو بکر کہتی ہیں: رسول نے حضرت زبیر کو خیبر سے ایک قطع زمین بطور جاگیر عنایت فرمایا جس میں درخت اور کھجور کے پیڑ تھے"۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نے زمینی پیداوار کو بڑھانے کے حوالے سے بہترین حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے زمینوں کو تقسیم کر دیا تاکہ وہ خود بھی اس سے فایدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی مستفید کریں۔ انے والے حالات نے ثابت کیا کہ معاشی فیصلے پائیدار ترقی کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوئے۔

وسائل آب پاشی کی توسیع وترقی:

اسلام کے اقتصادی نظام نے وسائل آب پاشی کے بہتر استعمال اور ان کی توسیع و ترقی کے لیے چند اصول وضوابط ترتیب دیے ہیں۔ اگر کوئی کنواں تالاب یا پانی کا چشمہ کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہو تو اس سے آب پاشی کا حق تمام انسانوں کو حاصل ہے۔ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: تمام مسلمان تین اشیاء پانی گھاس اور آگ میں برابر کے شریک ہیں۔"[42]

اسلام کے معاشی نظام کی تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے راشدین اور دیگر خلفاء نے نہروں کی کھدائی کا کام کس اہتمام سے کیا۔ اس فلاحی کام کا صحیح آغاز حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں ہوا۔

لگان اور مال گزاری میں کمی:

لگان یا مال گزاری کو زراعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے اس میں کمی یا زیادتی زمیندار اور کاشت کار کے جذبہ کاشت کاری کو متاثر کرتے ہیں۔ اسلام کے معاشی نظام میں زمیندار اور کاشت کار دونوں برابر ہیں۔ معاوضے کے تعین میں عدل کی بجائے احسان کا معاملہ کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

حضور نے خیبر کی فتح کے بعد وہاں کی اراضی یہود خیبر کے قبضہ میں مخابرہ کا معاہدہ کر کے رہنے دیں۔ جب پیداوار کی وصولی کے وقت حضرت عبد اللہ بن رواحہ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو جو جملے انہوں نے پیداواری حصہ کی وصولی کے لیے ان سے کہے وہ منصفانہ لگان کے لیے بنیاد ہیں۔[43]

آپ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجا کہ وہ پیداوار کو آپ اور یہود کے درمیان تقسیم کر آئیں۔ یہود نے انھیں ہدیہ پیش کیا مگر انہوں نے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ نبی کریم نے مجھے اس لیے نہیں بھیجا کہ میں تمھارے مال ہڑپ کر لوں بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمھارے اور رسول کے درمیان پیداوار تقسیم کروں اور تم جو پورا اختیار ہے کہ اگر یہ پسند کرتے ہو کہ میں عملداری کر کے اس کا تخمینہ کر دوں اور نصف نصف بانٹ دوں تو میں اس کے لیے تیار ہوں اور اگر تم یہ پسند کرو کہ خود عمل درامدی کر کے اور کنکوت کر کے نصف کر دو تو مجھے یہ بھی منظور ہے۔ یہ بات سن کر یہودی کاشت کار پکار اٹھے یہی وہ عدل ہے جس کی بدولت زمین و آسمان کا سلسلہ قائم ہے"[44]

شجر کاری اور اسلامی تعلیمات:

حضور کی ایک حدیث ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ».[45]"

جو بھی مسلمان درخت لگاتا ہے اور اس کا پھل کوئی انسان چوپایہ یا پرندہ نہیں کھاتا مگر وہ اس مسلمان کے لیے قیامت تک کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

ایک اور روایت ہے:

لا يغرس مسلم غرسا ولا يزرع زرعا، فياكل منه إنسان، ولا دابة، ولا شيء، إلا كانت له صدقة [46]

جو بھی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کاشتکاری کرتا ہے تو اس سے چرند پرند اور انسان یا حیوان سے غذا حاصل کرتے ہیں جو کہ اس مسلمان کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

ان احادیث سے یہ بات توعیاں ہے کہ اسلام نے جو بھی معاشی اقدامات کیے وہ وقتی نہیں تھے بلکہ آنے والی نسلوں کو پیش نظر رکھ کر کیے گئے۔

صنعتوں کا قیام:

اسلام میں ہاتھ سے روزی کمانے والے جو اللہ کا محبوب بندہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے رزق حلال کی تلاش اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا فرض عبادتوں کی طرح ایک عبادت ہے حضور کا ارشاد ہے

طلب الحلال فريضة بعد فريضة [47]

حلال رزق کا طلب کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

عہد نبوی میں مدینہ میں پارچہ بافی تلوار سازی اور لکڑی کے سامان کی صنعتیں چھوٹے پیمانے پر جاری تھیں۔ مدینہ کے انصار نے یہودیوں سے کپڑا بننا رنگ سازی تلواریں اور کاشت کاری کے آلات بنانا سیکھے تھے۔ عہد نبوی میں بڑھئی کا کام بھی ہوتا تھا حضرت ابو رافع لکڑی کے پیالے بنایا کرتے تھے۔ حضرت خباب لوہے کا کام کرتے تھے اور زیور بھی بناتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی منجنیق بنانا بھی جانتے تھے اور کھجور کی پتیوں سے ٹوکری اور چٹائی بھی بناتے تھے۔ حضرت ابن درید قصائی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عثمان طلحہ جن کو حضور نے کعبہ کی کنجی عطا کی تھی وہ درزی کا کام کرتے تھے۔ حضرت زینب دستکاری میں ماہر تھیں۔ وہ کھال جو دباغت دے کر جوتے بناتی تھیں اور اللہ کے راستے میں صدقہ کرتی تھیں۔ [48]

اوپر کی ان تمام مثالوں سے یہ واضح کرنا ہے کہ اسلام کا معاشی نظام نہایت جامع اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ چین نے چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے گھریلو صنعت کو بہت فروغ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ چین کی معیشت دنیا کی ایک طاقتور معیشت کے طور پر سامنے آئی ہے۔

اسلامی نظام معیشت کی خصوصیات:

اسلامی نظام کی چند اہم خصوصیات کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں افراد ایک دوسرے کے ساتھ بے غرض رضاکارانہ ہمدردی اور احسان کا برتاؤ کرتے ہیں۔ یہ نظام اجتماعی انصاف کے ساتھ ساتھ انفرادی عدل وانصاف کی تلقین بھی کرتا ہے۔ معاشی اور اخلاقی اقدار کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اسلامی معیشت کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ معیشت کے مسائل کو انفرادی سطح پر حل کرنے کی بجائے اجتماعی سطح پر حل کرنے کو فوقیت دی گئی ہے۔

الغرض اسلام کی معاشی تعلیمات ایسی تعلیمات ہیں جس میں ایک صحت مند فلاحی معاشرہ پروان چڑھ کر پائیدار ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ اور اسی نظام کی بدولت پائیدار ترقی کے مقاصد کا حصول ممکن ہے۔

خلاصہ:

اسلامی نظامی معیشت اسلام کا ایک مکمل معاشی نظام ہے اور اس کی بنیاد قران و سنت اور فقہی اصول و قوانین پر رکھی گئی ہے اس نظام میں باقی نظاموں کی طرح کسی بھی قسم کی کوئی خامی نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے دیا گیا ہے۔ جب تک اسلامی معاشی نظام کو معاشرے میں مکمل طور پر نافذ نہیں کیا جائے گا وہ معاشرہ کسی بھی طرح سے معاشی استحکام حاصل نہیں کر سکتا اگر اسے استحکام ملے گا بھی تو عارضی جو چند سالوں پر مشتمل ہو گا اور اس کی وجہ سے معاشرے کے کچھ افراد کو فوائد حاصل ہوں گے لیکن باقی معاشرہ معاشی بدحالی کا شکار رہے گا سماجی معاشی مسائل کا ایک ہی حل اسلام کا بہترین معاشی نظام ہے جس کا اطلاق کر کے کوئی بھی اسلامی معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

---

[1]Sūrah al-Ḥujurāt 49:13
[2] Sūrah al-Naḥl 16:17
[3] Sūrah al-Baqarah 2:30
[4] Sūrah Ṣād 38:26
[5] Sūrah al-Ṭūr 52:53
[6] Sūrah al-Ṭūr 52:53
[7] Sūrah Āl ‘Imrān 3:110
[8] Sūrah al-Nisā’ 4:1
[9] Imām Muhammad bin Ismā‘īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Mar’ah Rā‘iyah fī Bayti Zawjihā, Ḥadīth 5200
[10] Sayyid Abul A‘lā Maudūdī, Ma‘āshiyāt-e-Islām (Islāmic Publications, san-e-ashā‘at 2013), ṣ. 71
[11] Sūrah al-Nūr 24:20
[12] Sūrah al-Sajdah 32:43
[13] Sūrah Hūd 11:6
[14] Sūrah al-Anbiyā’ 21:11
[15] Sūrah al-Jumu‘ah 62:11
[16] Sūrah al-Aḥzāb 33:21
[17] Zainat Rasheed, Muwākhāt wa Mīthāq-e-Madīnah ke Tanāzur meṅ Iṣlāḥ-e-Mu‘āshirah, University of Karachi
[18] Aḥmad bin al-Ḥusain al-Bayhaqī, Shu‘ab al-Īmān, Ḥadīth 5067
[19] Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Maktabah Raḥmāniyyah Urdu Bāzār Lahore, san-e-ashā‘at nadārad), Ḥadīth 4269
[20] Muhammad bin ‘Abdullāh al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Ḥadīth 2781
[21] Asrār Aḥmad, Islām kā Ma‘āshī Niẓām, Anjuman Khuddām-ul-Qur’ān Lahore, san-e-ashā‘at nadārad, ṣ. 23
[22] Asrār Aḥmad, Islām kā Ma‘āshī Niẓām, Anjuman Khuddām-ul-Qur’ān Lahore, san-e-ashā‘at nadārad, ṣ. 23
[23] V.A dement,Development in a Traditional society,p.67
[24] م Muhammad Ṭāhir al-Qādrī, Iqtiṣādiyāt-e-Islām (Minhāj-ul-Qur’ān, 2007), ṣ. 167

[25] Muhammad Ṭāhir al-Qādrī, Iqtiṣādiyāt-e-Islām (Minhāj-ul-Qur'ān, 2007), ṣ. 167
[26] Sūrah al-Mulk 67:15
[27] Muhammad Ṭāhir al-Qādrī, Iqtiṣādiyāt-e-Islām, ṣ. 89
[28] Sūrah al-A'rāf 7:157
[29] Sūrah al-Nisā' 4:29
[30] Sūrah al-An'ām 6:165
[31] Sūrah al-Mā'idah 5:88
[32] Sūrah al-Humazah 104:1,4
[33] Sūrah al-A'rāf 7:31
[34] Muhammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Bāb Faḍl man Istadadda li-Dīnihī, Ḥadīth 52
[35] Sūrah al-Tawbah 9:103
[36] Sūrah al-Ḥashr 59:7
[37] Asrār Aḥmad, Islām kā Ma'āshī Niẓām, ṣ. 98
[38] Sūrah 'Abasa 80:32,24
[39] Muhammad Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Kitāb al-Muzāra'ah, Bāb man Aḥyā Arḍan Amwāt, Ḥadīth 322
[40] Muhammad bin 'Īsā al-Tirmidhī, Jāmi' al-Tirmidhī, Maktabah Raḥmat-e-'Ālamīn Lahore (2005), Kitāb al-Muzāra'ah, Ḥadīth 35
[41] Muhammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Kitāb al-Jihād wa-l-Siyar, Kān al-Nabī Yu'ṭī, Ḥadīth 789
[42] Abū 'Ubayd Qāsim bin Sallām, Kitāb al-Amwāl, Bāb al-Iqṭā', ṣ. 34
[43] Abū 'Ubayd Qāsim bin Sallām, Kitāb al-Amwāl, Bāb al-Iqṭā', ṣ. 34
[44] Abū 'Ubayd Qāsim bin Sallām, Kitāb al-Amwāl, Bāb al-Iqṭā', ṣ. 34
[45] Muhammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth 87
[46] Muhammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth 567
[47] Muhammad bin 'Abdullāh al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Ḥadīth 2781
[48] Sayyid Faḍl-ur-Raḥmān, Ma'īshat-e-Nabavī (Zawwar Academy Karachi, san-e-ashā'at 20139), ṣ. 85